

”عنایت اللہ انصاری“

Anayetullah Ansari

Assistant Professor Department of URDU

RBGR Collage Maharajganj SIWAN Bihar

Contact No. 9031431678 / 6201471567

Email : anayetullahansari@rediffmail.com

”Sir Syed ki Nasr-Nigari”

BA-Urdu (Hons) Part-II (paper-III)

”سر سید کی نثر نگاری“

علی گڑھ تحریک کی مختلف خصوصیات میں زبان و ادب سے متعلق فتوحات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ سر سید کے پاس اردو کے ادیبوں اور شاعروں کی ایک پوری فوج موجود تھی۔ اس لیے انھیں اردو زبان کے مزاج کو بدلنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن سر سید کی تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے کئی بار ان کی تصنیفی خدمات اور علمی مقام و مرتبے کے تعین میں دشواری بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ سر سید اردو کے صاحب طرز ادیب ہیں اور ان کی علمی خدمات اسی قدر اہم اور لائق اعتنا ہیں جس طرح حالی، شبلی، نذیر احمد یا محمد حسین آزاد کی تصنیفات ہیں۔ بلاشبہ سر سید کے ذہن میں سماج کی ہمہ جہت تبدیلی کا ایک نظریہ تھا، جس میں انھوں نے اردو زبان و ادب کی اہمیت کو تسلیم کیا، اور اس تبدیلی کو دھیان میں رکھتے ہوئے خود بنیادی نوعیت کے کام بھی انجام دیے۔

سرسید کی تاریخ کے ضمن میں جو خدمات ہیں ان سے الگ ان کے مختصر نوشتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ کاص طور سے اردو ادب کے طالب علم کی حیثیت سے ہمیں سرسید کی وہ تحریریں زیادہ پسند آتی ہیں جن کی موضوعات نئے نئے ہیں۔ چھوٹے موضوعات پر عقلی دلائل کو بنیاد بنا کر مکمل

منطقی انداز سے گفتگو کی جائے، زبان کا مزاج سادہ ہو اور گفتگو کا معیار عالمانہ ہو، لیکن لہجہ سادگی سے بھرا ہوا ہو۔ — سرسید کی شبیہ اسی مرحلے میں ابھرتی ہے۔ اس سے پہلے اردو کے طلباء کو یہ کہاں موقع ملا تھا کہ چھوٹے اور معمولی یا بظاہر کم اہم موضوعات پر کوئی تفصیل سے لکھ ڈالے۔ سرسید انگریزی کے جن مشہور رسائل Spectator اور Patlor پر سر دھنتے تھے، ان رسائل میں ایسے علمی مضامین شائع ہوتے تھے۔ جیسے ہی سرسید نے یورپ سے واپسی کے بعد اپنا رسالہ ”تہذیب الاخلاق“ (۱۹۷۰ء) نکالا، اس میں ایسے مضامین شائع ہونے کا سلسلہ شروع ہوا اور گزرا ہوا زمانہ، امید کی خوشی، بحث و تکرار، خوشامد، ہمدردی، تعصب، سراب حیات، اور نیچر جلدی، کم وقفے میں ہی رسالے کی زینت بنے۔ سرسید کی ان تحریروں کا یہ بھی اثر ہوا کہ حالی، شبلی، اور محمد حسین آزاد نے بھی مختصر مضامین کو اپنی انشا پردازی کا حصہ بنایا۔

سرسید کی شخصیت کی بنیاد عقلیت پر ہے۔ وہ منطق اور استدلال کو رہنما بناتے ہیں۔ زبان سادہ ہو اور خیالات کی ترسیل میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا ہو، سرسید اس کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ انگریزی سماج کے اثرات سرسید پر زیادہ ہے۔ اس لیے ان کی نثر میں اصطلاحات کافی ہیں۔ وہ بعض اوقات ترجمہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن انگریزی کی اصطلاحوں کو فوفیت دینے سے گریز نہیں کرتے۔ حالاں کہ سرسید نے مقدار کے اعتبار سے کافی لکھا اور اس کی شناخت بھی قائم ہوئی لیکن انھیں اپنی زبان پر نظر ثانی کرنے کا موقع زیادہ نہیں ملا تھا۔ لفظوں میں داخلی سطح پر ایک راگ ہوتا ہے، نثر میں خوش آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرسید اسے آزما نہیں سکے ”کرکر“ جیسے

لفظوں کا سرسید کی تحریروں میں بار بار آنا یہ واضح کرتا ہے کہ انھیں اپنی انشا کو بنانے کا موقع نہیں ملا، لیکن جہاں جہاں موضوع کے فطری رنگ کو انھیں آزمانے کا موقع ملا اور اگر تمثیل کی گنجائش ہو تو ویسی مختصر تحریروں میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ”گذرا ہوا زمانہ“ واقعتاً اس کا شہکار ہے۔

سرسید کی نثر کے اثرات بہت وسیع رہے۔ میرامن اور غالب سے ہوتی ہوئی جو نثر سادہ سرسید تک پہنچی تھی، اس میں انھوں نے منطق اور عقل و دانش کی تخم ریزی کر کے اردو کو ایک نیا علمی راستہ دکھایا۔ سرسید کی قیادت اور نئی نثر پیدا کرنے کا ہی یہ کارنامہ کہ آج اردو میں علمی نثر کے کتنے شعبے پیدا ہوئے اور ہر کام کے لیے یہ زبان آزمائی جا رہی ہے۔
